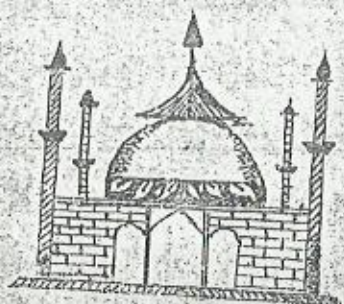


مُسْلِمًا وَعَمَلًا وَمُصَلِّيًا

یہ مختصر مفید رسالہ ہمیں بزرگانِ دین کے فرائض متبرک پر قبۃ روضۃ بنائیکہ دلائل شرعیہ سے اثبات اور اسکا ایضاح ہو کہ مخالفین دلائل اپنے لیے لاتے ہیں وہ درحقیقت انکے نہیں بلکہ ہمارے ہی مسلک کی مویں ہیں نیز بعض دیگر مسائل متعلقہ فرائض الاکابر میں ایڈیٹر الناظر لکھنؤ کی ایک تحریر کا مفصل مسئلہ جواب اور مسلک اہل سنت کا اثبات لاجواب



مسئلہ نمبر ۱۰

القول الفاخر فی تہ التہا علی فرائض المقابر

مُصَنَّفٌ

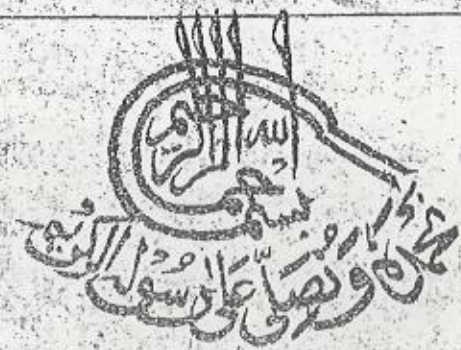
حضور پرنور حضرت مولانا مولوی سید شاہ اولاد رسول سید محمد میاں صاحب درویشی برکاتی پری

دام فیضہ القوی

بصرف زرجاعت رضا مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء

باہتمام جناب مولانا مولوی محمد امیر نسیم رضا خان نصاحی درویشی برکاتی پری

طبع و مطبعہ احکام سنت و عبادت برکاتی پری اقامۃ التہا علی فرائض



۲۶ ستمبر ۱۹۲۵ء کے ہدم میں مسٹر ظفر الملک ایڈیٹر الناظر لکھنؤ کا ایک طویل
مضمون زیر عنوان ”مسئلہ حجاز اور شیخ قدوائی صاحب“ نظر سے گزرا جس میں
نجدیوں اور اُن کے سلطان ابن سعود و قرن الشیطان نے جنھیں ایڈیٹر صاحب نے
اسی مضمون میں اللہ تعالیٰ کے دین کا سچا احترام کرنا اسے سنت رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر چیلنج والے اور اُس مقدس شہر کو جسکی خدا کے وعدہ لائے شریک
نے اپنے کلام پاک میں قسم کھائی ہو اور جو اسلام کا مرکز و منبع ہو (یعنی مکہ معظمہ) کو
ہر قسم کے شرک و فساد سے پاک کرنا اسے نجدیوں اور اُن کے سردار اعلیٰ حضرت
سلطان عبدالعزیز بن سعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کا لمبا چوراہہ حیمہ و دعا کیہ
سار شیفٹ دیا ہو۔ جو وحشیانہ مظالم حجاز شریف کے مقدس شہروں طائف
شریف اور ایڈیٹر صاحب کے بھی مسلم خاص مرکز و منبع اسلام حرم محترم کے معظمہ
اور حاکم مدینہ منورہ میں وہاں کے غریب مجبور و سبے قصور اور خود اپنے بھی امان
دہیے ہوئے بہتے مسلمانوں ضعیف بزرگھوں۔ ننھے ننھے بچوں پر دہ نشیں و
عفت تاب مستورات ہر قسم کے اور طبقہ سادات و علما و مشائخ و علماء و عوام
سب طرح کے اعیان و افراد کے مال و جان و عزت و کام میں اور تمام مسلمانان عالم

مسلم مقدس و محترم مساجد و مشاہد و مزارات اکابر اہل صحابہ و ائمہ و اولیا
والہ بیت کرم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بلکہ خود گنبد خضرار و غنہ مطہرہ حضور
تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نہایت شقاوت و قساوت کے ساتھ
توڑنے اور قتل و غارت سرفاکی و بربریت کے جوہر لٹاک مناظر پیش کیے
اور اسی سلسلہ میں اہلہ صحابہ و اہل و آج مطہرات و جگہ گہ شان حضور سرور
کائنات بلکہ خود اُس ذاتِ فخر تمام موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
شان میں جو زبان درازی و دریدہ دہنی اور سلف سے لیکر خلف تک تمام امت
موجودہ کی جو تضلیل و تکفیر کی جنگی تفصیل یعنی معتبر شاہدوں کے بیانات پر ہم اخبار
بیانات تک کہ خود ایڈیٹر صاحب کی بھی مسئلہ مرکزی خلافت کیٹی کے خاص فرستادہ
وفد کے معتبر ارکان کے بیان میں عرصہ کثیر سے شائع و مشتمل ہیں اور جن سب
کی بنا پر آج تمام مسلمانوں میں نہایت سخت اضطراب و سیمان برپا۔ اور ایڈیٹر صاحب
کے اُن مطبوع و مقبوع نجدیوں کے ان خیالات پر اظہار نفرت و ملامت
کیا جا رہا ہے کہ مال چالاک و بیباکی ایڈیٹر صاحب نے ان جملہ مظالم کو معاف کرنا اور
براہ فریب ہی انھیں محض رپورٹر اور حضرت طاہر دماغ کا آئینہ اور محض بزرگ
زبان کذب بہتان انھیں ”جده“ کے کارخانہ کی ناقص مصنوعات“ بنا کر انھیں
کے صلہ میں اپنے جیتے پیارے نجدیوں اور اُن کے سلطان قرن الشیطان کو
وہ لمبا چوڑا ادھیہ و دعا کیہ سار شیفٹ دیکر اُن میں سے صرف طائف اور مکہ
معظمہ کے بعض آثار کے اندام کو لائق غور قرار دیتے تھے اُن دل سرفست
مسلمانوں کو جو ان تمام نجدی مظالم (کہ کہ بقول ایڈیٹر صاحب صرف طائف

وکنہ معظمہ کے بعض آثار کے انہدام کی وجہ سے وقف غم والہم میں۔ یہ الزام دیا ہے کہ انھوں نے محض اُن بعض آثار کے انہدام ہی پر "مخالفت کا طوفان برپا کر دیا" اور اپنے دل میں مکروری محسوس کرنے "اور احادیث و آثار و ارشاد اہل ائمہ و علماء کے دین میں اپنے لیے کوئی سند نہ پانچنے کی وجہ سے اُن آثار کے شرعی حیثیت سے مبارک و محترم ہونے کو ہاتھ نہیں لگایا۔ اور اُس کے بعد مسلمانین عالم کے اُن سلفا الی خلف مسلم محترم آثار و مشاہد کے ساتھ اپنے مطبوع و قیوم نجدیوں کی گستاخی و بے ادبی کو عین اتباع خدا اور رسول و مبارک و محمود قرار دینے کے لیے گیارہ عبارتیں کتب احادیث و فقہ سے پیش کی ہیں۔

ہم یہاں انھیں مسائل پر جن سے ایڈیٹر صاحب کی پیش کردہ عبارات کا تعلق ہے مختصر طور پر دلائل شرعیہ سے مدلل تبصرہ کر کے اہل انصاف ایمان ناظرین کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ایڈیٹر صاحب کا ہم پر وہ الزام اور ہمارے آثار و مشاہد متبرکہ کے معاذ اللہ آلاش و گندگی بلکہ بدعت و شرک ٹھکانا کتنا تک سچا ہے اسی ضمن میں انشاء اللہ الکریم جل مجدہ یہ بھی واضح ہو جائیگا کہ خود ایڈیٹر صاحب نے جو احادیث و عبارات کتب علماء کے دین میں پیش کیں اُن کا صحیح محل و مطلب کیا ہے۔ اور یہ کہ اُن سے ایڈیٹر صاحب کا وہ مذکورہ بالا دعائے کمانتاک ثابت ہوتا ہے۔

بزرگان دین کے مزارات پر قبے اور روضہ بنانا

(۱) حجرہ خنیفہ کہ جادی قبور شریفہ ہست اول (۱۵) حجرہ مطہرہ حسین مزارات مقدسہ حضور

از جریذ نخل بود ہزاراں امیر المؤمنین عراخت
خام بنا کرد ارج مختصراً۔

سید عالم و صدیق اکبر و فاروق عظمیٰ علیہ السلام
تعالیٰ علیہم السلام ہیں پہلے کھجور کی
لکڑیوں کا تھا امیر المؤمنین عہد نے اُسے
پکی اینٹوں سے تعمیر کیا۔

(۲) عمر بن عبدالعزیز حکم ولید بن محمد بن قنفذ
بر آورد و بر ظاہر آن خطبہ دیگر بنا کرد از عود
روایت می کنند کہ و سے عمر بن عبدالعزیز
گفت اگر حجرہ شریفہ بر حال خود گزارند عمارت
گرد آن برآرند احسن باشد۔ ارج مختصراً
حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حضرت عمر بن عبدالعزیز
عرض کیا کہ اگر حجرہ شریفہ کو اُس کے حال پر
قائم رکھیں اور اُس کے گرد عمارت بنائیں
تو احسن ہے۔

(۳) در سنہ ثمان و ستائستہ در دولت
فلاون صاحب قبة خضراء کہ بالاس خطبہ شریفہ
است بطریقہ الان موجود دست باشاک نحاس
بنا فرمودند۔
(۳) مسئلہ ہر عہد دولت فلاون صاحب ہیں
قبہ خضراء کہ خطبہ شریفہ کے اوپر جو اچا اُس
شان و شوکت کے ساتھ کہ اس وقت موجود
ہے جسٹ کی جالیوں کے ساتھ تعمیر
فرمایا گیا۔

یہ تینوں عبارتیں کتاب مستطاب جذب القلوب حضرت شیخ محقق عبدالحق
محدث دہلوی قدس سرہ کی ہیں

(۴) ولینغینم ایام مقامہ بالمدینۃ (۴) مدینہ طیبہ میں حاضری کے دنوں کو

المشرفة قبرص على ملازمة المسجد و
ادامة النظر الى الحجرة الشريفة ان
تيسر والمقبة المنيقة ان تعسر مع
المهابة والخضوع والخشية والكشوع
لما هن ويا طافا فانه عبادۃ كالنظر
الى الكعبة الشريفة۔

(۵) وقد أباح السلف البناء على
قبر المشايخ والعلماء المشهورين
ليزورهم الناس وليستريحوا بالجلوس
فيه -

(۶) وفي الأحكام عن جامع الفتاوى وقيل لا يكره البناء إذا كان الميت من المشايخ والعلماء والسادات الخ
(۶) علامہ شامی کی رد المحتار میں احکام سے اس میں جامع الفتاویٰ سے ہو کر کہا گیا جب میت مشائخ و علما و سادات سے ہو تو اسکے مزار پر عمارت بنانا مکروہ نہیں۔
(رد المحتار)

(۷) لا یرفع علیہ بناء وقیل لا یأس
 به وهو المختار (تذویر الالبصار در مختار)
 وحاشیہ الطحاوی علی المراتی
 (۸) قبر عبارت نہ بنائی جائے اور کہا گیا
 کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور یہ مختار
 یہ تذویر الالبصار وجایع البحار امام علی المرتضیٰ
 محمد بن عبد اللہ غفری ترمذی اور در مختار علامہ
 محقق علامہ ابن حجر دمشقی اور حاشیہ عراقی
 الغفران فاضل جلیل سید احمد طحاوی
 میں تصریحاً و تقریباً ہے۔

(۸) ہووان کان احدانا فهو بدیۃ
حسنه وکم من شیء کان احدانا
وهو بدیۃ حسنه وکم من شیء
یختلف باختلاف الزمان المكان
(جو اہر اخلاقی)

تلاش کیسے ہے ابھی اس بارے میں ارشادات علماء و ائمہ دین و ائمہ عمل
سلف صالحین اور بھی ملیں گی۔ مگر ہمارے مختصر مضمون کے لیے یہی بس ہے۔
اب اول تو ایڈیٹر صاحب یہی بتائیں کہ اگر مزارات متبرکہ پر قبضہ وغیرہ امتیاز
بنانا اُن کے اور نجد پر کے حسب ادعا حرام قطعی بلکہ بدعت مذمومہ و شرک ہو تو کو
کیا سلف صالحین اُسے اور تو اور علماء و اولیائے کرام کے مزارات سے اور
خود فاروق اعظم جیسے جلیل القدر صحابی و وزیر رسول خلیفہ راشد فاضل مزار
اطہر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم وسلم ہی کے ساتھ روارہ کرتے

اور اکابر علماء اُس پر نظر کو عبادت بتاتے۔ صد ہا برس سے بڑے بڑے
 علماء و صلحا و ائمہ گزرتے چلے آئے کیا انکی نظر ایڈیٹر صاحب کی پیش کردہ
 حدیث و فقہ پر نہ تھی۔ ایڈیٹر صاحب ثبوت دیں کہ ان ہزاروں لاکھوں علماء
 و ائمہ دین نے اسے ایڈیٹر صاحب کے حسب مرسوم بدعت شرک حرم قطعی
 بتایا بہت سے دیندار و شریعت پرور سلاطین با اقتدار گزرے ان میں سے
 کس کس نے کون کون سے بزرگان دین ائمہ و صاحبین کے مزارات پر بنے
 ہوئے قبوں روضوں کو ڈھا کر حسب علم ایڈیٹر صاحب نیا کو شرک بدعت کی
 آلائش و گندگی سے پاک کر دیا ثواب کمایا۔ نا انصاف کہ بھلا اللہ تعالیٰ ہم پر اپنے
 مدعا مزارات علماء و صلحا و مشائخ و ائمہ دین پر قبے اور انکے مثل عمارت بنانے کو
 عمل صحابہ و ارشادات سلف و نصوص فقہیہ سے روشن کر چکے۔ کیا اب بھی
 ایڈیٹر صاحب اپنی پیش کردہ فقہ و فقہ سے اور اس بلے میں اپنی پیش کردہ حدیث
 حدیث حضرت جابر کو عمل صحابہ نصوص سلف صحابین سے نہیں نہیں بلکہ خود حدیث
 سے ہی لڑائیں گے۔ اس لیے کہ حدیث ہی نے یہ فرمایا ہو علیہ کو بسنتی و سنة الخلفاء
 الراشدین اور حدیث ہی کا یہ ارشاد ہو "ما رآہ المسلمون حسنا فہو عند
 اللہ حسن" یا کسی ایسی صورت کو ان میں سے یہ انکی خواہ مخواہ کی قائم کردہ
 شریعت کی شریعت سے لڑائی قائم نہ رہے مثلاً (۱) حدیث و فقہ میں منع بنا
 اس پر معمول ہو کہ خود نفس قبر پر کوئی عمارت چنی جائے جس کی دلیل (۱) تو
 خود ایڈیٹر صاحب کی پیش کردہ حدیث و فقہ کی صراحت لفظ ہو کہ لا یدنین علیہ
 اور "لا یرفع علیہ" فرمایا جس کے معنی حقیقی یہ ہیں کہ خود قبر پر کوئی عمارت

نہ چنی جائے۔ اور حقیقت سے عدول بغیر دلیل نامقبول "لا یدنین حوالہ"
 یا رد لا یرفع حوالہ نہ فرمایا۔ جو زیر بحث قبول سے جو حوالہ قبر کے گرد اگر
 ہوتے ہیں منع متعلق ہو سکتی (۲) واللہ اعلم اہل فقیہ النفس فخر الملة والدین قاضی
 نے اپنے مشہور و معروف فتاویٰ میں حدیث کی اسی نہی بنا علی القبر کیوں
 ذکر فرمایا "سروی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ نھی عن البنائ فوق القبر"
 الخ جس میں صاف مصرح ہو کہ ان اہم فقیہ النفس کے نزدیک حدیث میں علی
 اپنے معنی حقیقی فوقیت و استولا رہی میں مستعمل ہے۔ حدیث کو اسی تصریح و
 تشریح کے ساتھ دلیل ٹھہرا کر اسی پر مبنی بتاتے ہوئے اسکے نیچے مقبول ہی
 قاضی ہمال نے حضرت سیدنا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے وہ روایت ذکر
 کی تھی جو ایڈیٹر صاحب زیر عنوان ائمہ و فقہائے اسلام کے اقوال و علم میں
 لائے۔ جس سے واضح تھا کہ اُس میں بھی نہی خود قبر کے اوپر کوئی بنا بلند کرنے
 سے متعلق ہو۔ ایڈیٹر صاحب نے چالاکانہ سے دلول کو دلیل سے کٹر لیا یہیں ہے
 اُس عبارت کا بھی مطلب افح جو ایڈیٹر صاحب اسی عنوان کے تحت میں
 ۲ میں لائے جس میں ہی منع حضرت امام ابو حنیفہ سے بلفظ لیکر اسی فتاویٰ
 قاضی خاں وغیرہ کے حوالہ سے منقول۔ اس لیے کہ رد المحتار میں اسکی بھی دلیل ہی
 حدیث جابر مروی صحیح مسلم وغیرہ ذکر فرمائی جسکی نسبت ابھی نہیں افح ہو چکا
 کہ اُس میں منع خود نفس قبر پر بنائے متعلق ہو۔ اگرچہ ابھی کم از کم فتاویٰ
 قاضی خاں و علمگیری سے اس عبارت کی تصحیح نقل بھی ایڈیٹر صاحب کے ذمہ ہو
 ہیں تو اب تک یہ عبارت بایں الفاظ ان دونوں کتابوں میں سے ایک میں بھی

نہیں ملی (۳) نیز امام ابو داؤد کا اپنی سنن میں "باب البنا علی القبر" قائم کر کے
 اس میں اس حدیث حضرت جابر کے ساتھ ہی حدیث "قَاتِلَ اللَّهُ إِلَهُهُ أَتَمُّ ذَلَا
 قَبْرِ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدُ" لائے سے بھی معلوم ہوتا ہو کہ وہی بنا علی القبر نہیں
 ہے جو خود عین قبر پر ہو۔ اس لیے کہ یہود نے اپنے انبیاء علیہم السلام علیہم الصلوٰۃ
 والسلام کی خود عین قبر پر بنائیں کر لیں خود ان کو مسجدیں بنا لیا تھا جیسا کہ
 خود اسی حدیث ابو داؤد کا صریح لفظ آتھن واقعہ انبیاء اٹھانے کا منطوق ہے نیز
 صحیح بخاری شریف وغیرہ کی احادیث میں اسکا مفصل واقعہ مذکور ہے۔ اور ظاہر
 ہے کہ زبیر بحث عمارت تھے اور وہ نے امثالہ مزارات کے گرد اگر دخول القبر
 ہو سکتی تھیں نہ خود قبور کے اوپر۔ جو عمارت کہ خود قبر کے اوپر چنی جائے اسکی
 مانعت میں نہیں کب خلاف ہے۔ تو مخالفین کی پیش کردہ حدیث وفقہ اپنے اس
 معنی صحیح پر ہماری مرکز نہیں نہ انکی۔ جب منع بنا قبور عوام سے متعلق اور اجازت
 مزارات اکابر و مظلانہ دین کے لیے ہو۔ جسکی تصریح و توضیح فاروق عظیم و عمر
 بن عبدالعزیز جیسے اہل تصحیح و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے علم
 تقریر اور سلف صالحین کی نصوص و توارث نے فرمادی (جذکاحوالہ گزرا) کلام
 علما میں علت منع و حکمت اباحت بھی مصرح کراہل فضل علماء و اولیاء کے مزارات پر
 اس لیے جائز کہ لوگ ان کی زیارت کریں اور گرمی جاڑے برسات میں ڈھوپ
 سردی بارش سے ان عمارت کے سایہ میں آرام پائیں۔ اور عوام غیر صلحا کی
 قبور جن سے نہ کسی کو عقیدت نہ بحدت تبرک انتفاع کوئی انکی قبر پر جائے
 نہ انکے دنیا دار ورثہ سے امید کہ وہی جاڑے گرمی برسات مختلف مسمول ہیں

بقصد زیارت قبر و نفع رسانی میت و مال جا کر بیٹھا کریں گے قرآن ذکر میں
 مشغول نہیں گئے بروجہ جائز قاریوں اور ذاکرین کو وہاں مقرر رکھیں گے ایسی
 صورت میں بوجہ اسراف و افاعت مال نہی ہو۔ علامہ توبہ شتی فرماتے ہیں
 "مَنْ لَعَنَ الْفَائِدَةَ فِيهِ" مجمع بحار الانوار میں ہو مٹھی عنده لَعْنُ الْفَائِدَةِ
 اس میں کوئی فائدہ نہیں اس لیے منع ہو یہ بھی ہمارا عین مسلک ہو ج منع بنا کا
 حکم صدر اول کے لحاظ سے تھا۔ جبکہ مسلمانوں کے قلوب لعظیم و عزت شعار اللہ
 تعالیٰ اسے بھرے ہوئے تھے۔ ظاہری ترک نشان اور راحت و آرام کے سوا کچھ
 محتاج نہ تھے تو انکے وقت میں یہ باتیں عبث اور بے فائدہ تھیں اب کہ بے ترک
 و اعتشام ظاہری اور بغیر موجودگی اسباب راحت و آرام بدنی قلوب عوام میں
 مغلطان دین کی وقعت اور ان کے مزارات کی زیارت کی رغبت (جو قطعاً بحکم
 احادیث کثیرہ شہیرہ محبوب مطلوب شریعت ہے) نہیں پیدا ہوتی نیز کافروں مسلمانوں
 سب نے اپنے گھروں کی آرائش گج کاری اور زیبائش شروع کر دی۔ اگر ہم اپنے
 مغلطان دین و اکابر شرع متین کے مزارات پر نہیں کھٹے میدان میں بغیر ہنسنا
 چھوڑ دیں تو نگاہ عوام میں ان معظمین اسلام کی بے وقعتی ہوگی نیز لوگ بھوک
 اور جھارے وغیرہ کی مسمی تکالیف کو حیلہ بنا کر انکے مزارات متبرکہ کی زیارت
 یک سخت چھوڑ بیٹھیں گے لہذا ان عمارت کی حاجت ہوئی اور بغیر زمان حکم
 بدل گیا یہ شرح ہو اس کی جو جو انہرا غلطی میں افادہ فرمایا۔ ایسی جگہ احکام سابقہ
 سے سہلانہا حاکمیت ہو۔ جو حاجت اب واقع ہوئی وہ اگر اس وقت واقع ہوتی وہ
 بھی ہی حکم فرماتے جو اس وقت کے علماء اکابر نے دیا۔ جیسے ام المؤمنین صدیقہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اور اسی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما احدث النساء منهن المساجد كما صنعت نساء بنی اسرائیل۔ یعنی اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے جو باتیں عورتوں نے اب نکالی ہیں تو انہیں مسجدوں سے منع فرماتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں منع کی گئیں۔ اور آخر ائمہ دین نے عورتوں کو مسجدوں سے منع فرما ہی دیا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا لا تقنوا اماء اللہ مساجد اللہ (رواہ احمد و مسلم عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اللہ کی باندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ منع کرو۔ کیا ائمہ دین نے نظر ہیال زمانہ جو حکم فرمایا اسے حدیث کی مخالفت کہا جائیگا۔ حاشا ایسا کہیگا مگر حق کچھ ہم ہذا اکلہ ما هو مصرح بہ او مستفاد من کلام امام اہل السنۃ و جہد المائة الخاضعہ قدس سرہ فی رسالتہ بریق المنار۔ یہیں تفسیر حال مالک تفسیر احکام کی مثالیں کلمات علماء و ائمہ دین میں کشمکش۔ اس صورت میں بھی منع بنا کر کی حدیث و فقہ نہ مسلک حاسیان نجد کی توفیق نہ ہمارے مذہب مذہب ذرا بھی مخالفت۔ غالباً اب تو ایڈیٹر صاحب کو بھی کھل جائے کہ خود ایسا ہی اپنے مسلک کے اثبات میں دلائل شرعیہ سے ماتمہ خالی ہو۔ اور خود ان کی کج پیشانی حدیث و فقہ سے تائید ہوتی ہو تو بحمد اللہ تعالیٰ ہمارے ہی مسلک کی۔ آخر میں ہمیں ایڈیٹر صاحب سے یہ اور کہنا ہو کہ نبی بنا کی حدیث حضرت جابر کہ حدیث کے نام سے اسی کیلی کو تمام حاسیان نجد اپنی دلیل بناتے ہیں اس کے متعلق ایڈیٹر صاحب نے اپنے اس مضمون میں صحیح بخاری کا بھی حوالہ دیا ہے وہ بتائیں کہ صحیح بخاری شریف میں یہ حدیث کہاں ہے؟

مزارات متبرکہ پر خیمہ یا شامیانہ لگانا

(۱) ضرب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) حضرت عمر نے حضرت زینب بنت جحش (فسطاطا) علی قبر زینب بنت جحش وضعت عایشہ علی قبر اخیہا و ضربہ محمد بن الحنفیہ علی قبر ابن عباس (عمدۃ القاری)

(۲) لما مات الحسن بن الحسن ضرب امرأته علی قبرہ فسطاطا۔ (عمدۃ القاری)

(۳) اذا كانت الخیمۃ لفائدة مثل ان یقعد القراء و یختموا فلا یتکلمون فیہا عنہا (قال علی القاری فی المرقاۃ) میں فرمایا جبکہ قبر پر خیمہ کسی فائدہ شریعیہ کے لیے ہو جیسے اسکے نیچے بیٹھ کر قاری لوگ قرآن مجید پڑھیں تو یہ منع نہیں۔

ایسی ہی اور اکابر کی تصریحیں ہیں۔ اور اس مسئلہ میں جو ہمارا مسلک ہو وہ ہماری پیش کردہ آخری عبارت مرقاۃ میں مصرح ہو اور ایڈیٹر صاحب کی پیش کردہ دونوں عبارتیں اس پر کوئی مخالفت اثر نہیں ڈالتیں جن میں سے پہلی حضرت ابو ہریرہ کی وصیت ہو۔ ظاہر ہے کہ اپنی قبر پر خیمہ لگانا

وحیث کہنا اس کو مستلزم نہیں کہ وہ شرعاً حرام و ممنوع ہی ہو آدمی بہت ایسی چیزوں کو بھی خاص اپنی نسبت پسند نہیں کرتا جو شرعاً جائز وباح ہوتی ہیں اور اُس میں اُسکی نظر متعدد مصالح پر ہو سکتی ہو۔ مثلاً بنظر مسکند زہر بحث (۱) اسلئے منع کیا ہو کہ حضرت ابو ہریرہ فقرار صحابہ میں سے تھے کوئی مال نہیں رکھتے تھے خیمہ لگانے میں ورثہ کو مالی دشواری پیش آتی لہذا انہیں شفقت کے لحاظ سے تصریح کر دی کہ ہمارے لیے تمہیں کسی ایسی بات میں دشواری اٹھانی ضرورت نہیں (۲) خیمہ لگانے سے صاحب مزار کی عظمت و بزرگی ظاہر ہوتی ہو۔ سیدنا ابو ہریرہ نے اپنی اعلیٰ عزت کے مناسب جذبات کس نفیس کی بنا پر اُس سے منع فرما دیا اس سے یہ کیا لازم کہ بزرگان میں کے مزارات پر بغیر انکی فرمائش کے اُنکے عقیدت کیشوں کو کسی فائدہ جائزہ کے لیے بھی خیمہ لگانا مطلقاً حرام و ممنوع ہو جائے۔ دوسری عبارت میں حضرت ابن عمر کے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزار مبارک سے خیمہ الگ کر دینے کا ذکر ہوا اور لانا انہوں نے الگ کر دیا مگر اُنکے الدعاہر حضرت سیدنا عمر نے حوائج سے ہر طرح اعلیٰ و افضل و اعلم واقعہ سے منع لگایا تو اُنکا فعل اُنکے فعل پر کیوں مرجع ہو۔ خصوصاً جبکہ اُنکے خیمہ لگانے کی تائید دوسرے اجلہ صحابہ و تابعین کے فعل سے بھی ہوتی ہو تا نیا انہوں نے الگ بھی کر لیا تو اسی لیے تو جیسا کہ خود ایدہ صاحب نے بھی اُنسے نقل کیا کہ اُنکا اپنا عمل اچر سایہ کر لیا جس سے واضح کہ اُس خیمہ سے سوا کوئی مزار پر سایہ اور کوئی فائدہ وہاں مقصود نہ تھا اور اسکی اُنہوں نے وہاں ضرورت نہ تھی

تو اس سے یہ کیا لازم کہ جہاں کوئی فائدہ شرعیہ فی الواقع مستحق بھی ہو وہاں بھی خیمہ لگانا حرام و ممنوع ہی ہو نہ کہ حسبِ علم متعصبین نجدیہ بشرک۔

قبور پر کھل یا لپائی کرنا

(۱) روای البخاری انہ صلی اللہ (۱) ام بخاری نے روایت کیا کہ حضور تعالیٰ علیہ وسلم رفع قبور ابنہ ابراہیم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم نے اپنے صاحبزادے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا مزار مبارک ایک بالشت بلند

بنایا جسے اب نجدی خیموں نے بالکل اُکھاڑ کر پھینک دیا اور اُس پر سرخ مٹی سے کھل فرمائی۔

(۲) فی النوازل لا بأس بطینہ (۲) نوازل میں فرمایا قبر کی کھل کر دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اور غیاثہ میں فرمایا اسی پر فتویٰ ہے۔ یہ مرقی الفلاح وغیرہ مستند کتب معتبرہ فقہیہ میں ہے۔

قبور پر چکر کرنا

(۱) موالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ (۱) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے صاحبزادے حضرت سیدنا ابراہیم فرمائی فیہ حجراً

سقط فيه فسدہ وقال من عمل
عملا فليتقنه (طحاوی)

گزرے دیکھا کہ ایک پتھر اُس کے اندر
گر گیا اُس کا رخ بند فرما دیا اور فرمایا جو
شخص کوئی کام کرے اُسے چاہیے کہ وہ
اُسے مضبوط بھی کر دے۔

اور ابھی اوپر سرخ مٹی سے کھگل کے جواز کی حدیث صریح گزری۔ اور
کچھ بھی چونے سے کھگل ہو۔ بحر الرائق میں فرمایا: التخصیص طلی البناء
بالتخصیص، تخصیص بنا کی چونے سے کھگل اور لپائی کرنا ہی۔ ولہذا علمائے
تطیین (جس کا ترجمہ خود ایڈیٹر صاحب نے بھی "لپائی کرنا" کیا ہے) اور تخصیص
دونوں کی منہ کی دلیل وہی حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دی جس میں صرف
بلفظ تخصیص نہ آئی ہے۔ غنیۃ المستمل میں ہے: "ویکرہ تخصیص القبر وتطیینہ"
لما روى جابر بنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن تخصیص القبر
زیادہ سے زیادہ یہ کہ اس میں مٹی کی کھگل سے زیادہ مضبوطی ہو اُس کا بوقت
حاجت جواز اس حدیث سے واضح۔

(۲) ومن ذلك قول الأئمة الثلاثة (۲) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا
ان القبر لا یلبس ولا یجصص فقل
تبر کی بنا اور اُسے گچ کرنا جائز ہے۔ یہ امام
ابی حنیفہ مجہوز ذلک (میزان الشریعہ) شمرانی کی میزان الشریعہ الکبریٰ میں ہے
(الکبریٰ)

قبریں بلند بنانا

(۱) عن سفیان الثمارانہ رأى قبراً (۱) سفیان ثمارانہ میں نے نبی صلی اللہ

النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسنگا
(صحیح بخاری)

(۲) ورواه ابو نعیم فی المستخرج
(۲) محدث ابو نعیم نے مستخرج میں حضرت
قبر ابی بکر و عمر کن لک (عمدة القاری)
ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مزار مبارک
بھی ایسے ہی ہونا روایت کیا۔

(۳) وقال الشعبي رأيت قبر شهيد
(۳) شعبی نے فرمایا شہداء کو احاد و حضرت
احمد مسنگا و کذا فعل بقبر ابن عمر
عبد اللہ بن عمر اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہم کے مزارات مبارک بھی ایسے ہی تھے

(عمدة القاری)
(یہ دونوں عبارتیں عمدة القاری امام صفی
کی ہیں۔)

(۴) ویسقم کسناہ الجمل -
(در مختار رد المحتار وغیرہ)

(۴) قبر اونٹ سید کو ہان کے مانند بلند بنائی
جسکے۔ یہ در مختار رد المحتار وغیرہ میں ہے

قبر کا کوہان شتر کے مانند بلند ہونا یا ہموار بلند ہونا حنفیوں اور شافعیوں کا پہلا مختلف
فی مسئلہ ہے جس میں حنفیوں کے ساتھ ائمہ اہل سفیان ثوری اور امام مالک
و امام احمد اور خود شافعیوں کی بھی ایک جماعت علماء اکابر ہے کافی عمدة القاری

جس پر کتب فریقین میں مفصل بحث و استدلال موجود ہے۔ سنا فی اپنے لیے
ابو الیاس اسدی و اسے اثر مولیٰ علی سے جو ایڈیٹر صاحب نے بھی ذکر کیا اور
اُس کے امثال سے سند لائے جس کا منجانب احناف یہ جواب دیا گیا کہ
اول تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چورس ہموار قبر بنانے سے منع فرمایا۔

فتح القدير میں فرمایا قال ابو حنیفہ حدثنا شیخنا یوسف ذلک اے
 الذی علیہ السلام انہ نھی عن تریج القبور الخ۔ ام
 ابو حنیفہ نے فرمایا ہمارے شیخ نے یوسف روایت کی وہ اسے نبی صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے کہ حضور نے قبور کو چوس کر سنے سے منع فرمایا
 اسی لیے شیخ محقق کی اشقۃ المعانی میں ہے دو دریں دیار اگرچہ تریج ممکنہ
 الامر بالائے ان ستم صغیر می سازند از جہت رعایت سنت و اور روایات نسیم
 پیش کرنے کے بعد ابو الہیاج واسلے اثر سے یہ جواب دیا کہ وہ اس بلندی پر
 محمول ہے جو محض فخر و مباهات کے لیے ہو۔ عمدة القاری میں ہے المراد
 من المشرقة المذکورۃ فیہ هی المبتنیۃ التی یطلب بها المباحات
 قبر کو زمین کے برابر کر دینا اس سے بالاجماع مراد نہیں۔ غنیۃ المستملین میں ہے
 ان الاجماع علی ان لیس المراد منه التوسیۃ بالامر من خود شافعی
 بھی اس کے قائل نہیں۔ عمدة القاری میں ہے فی التوضیح قال النشافی
 تسطیۃ القبور و تكون علی وجه الارض نحو امن شابر الخ۔ توضیح میں کہ
 امام شافعی نے فرمایا قبر ہموار زمین کی سطح سے بقدر ایک بالشت بلند
 رکھی جائے۔ تو وہ اثر چاہے مخالفت نہیں اسی طرح دیگر ائمہ شافعی کا
 بھی مدلل جواب کتب حنفیہ میں ہے۔ مگر ایڈیٹر صاحب کو اس اثر سے کیا
 فائدہ؟ کیا وہ جو ان کے نجدی بھائیوں نے مزارات صحابہ اکابر کو بالکل کھیر
 قطعاً سہا کر لیا اپنر گھوڑے دوڑائے اور طرح طرح سے انکی توہینیں کیں ان
 امور کی اس اثر سے کوئی تائید ہوتی ہو تو وہی ہیں اسکا نشان دیدیں۔

کیا بلند قبور کو گرا دیا جائے

اس بارے میں ایڈیٹر صاحب نے دو عبارتیں ایک شرح مشکات اور دوسری
 امام ابن حجر کی طرف نسبت کر کے پیش کیں اور عبارت مستحب کو صرف یکسر
 چھوڑ دیا کہ یہ شرح مشکات میں درج ہو کچھ بتانہیں کہ وہ شرح مشکات
 کس کی ہے۔ آیا وہ کوئی معتبر شخص ہو یا غیر معتبر لہذا پہلے ایڈیٹر صاحب اس
 احوال کو کھولیں اور دوسری عبارت میں تو انھوں نے اسے امام ابن حجر کی
 عبارت بتانے اور اسی بنا پر انھیں اپنے نجدی بھائیوں کی طرح مزارات اکابر
 پر قبے اور ان کے امثال بنانے کو عظیم الحرمات اور مجداً مستحب شرک قرار
 دینے والا کھرانے میں نہایت چالاکی سے کام لیا ہے۔ اس عبارت کے لیے
 ایڈیٹر صاحب ہی کی محمولہ کتاب الزواجر دیکھیے امام محمد و اسے مطلق تعظیم کو
 جس کا شریع سے خاص اذن نہ ثابت ہو گناہ کبیرہ قرار دینے کو بعید اور اپنا
 غیر مسلم قرار دیتے ہوئے صرف یہ دکھانے کو کہ اس بعد بات کے موافق ایک
 یہ عبارت ہو اسے ان الفاظ سے ذکر کیا "نعم قال بعض المتألفین۔ ہاں
 بعض خاندانہ نے ایسا کیا جس سے صاف واضح کہ نہ خود امام محمد کی اپنی
 عبارت نہ ان کی مسلم و مقبول اور کیونکر ان کی مسلم و مقبول ہو جالانکہ اولاً
 اس میں ہے "تقصد الرجل الصلاة عند القبر متبرکاً بکما عین الیحادۃ
 للہ و رسولہ و ابداع دین لہ یا ذن بہ اللہ الخ جس میں قبر کے نزدیک
 (اگرچہ قبر کی طرف تو ہوتا ہو خود قبر پر نماز ہے) اس نیت سے نماز پڑھنے کو کہ اس
 قرب کی وجہ سے ہیں برکت کامل ہو نماز پڑھنے کو مطلقاً اللہ و رسول سے لڑائی

وہاں ایک خط لکھا ہے کہ اس عبارت میں امام محمد کی عبارت ہے

اور ایک نئے دین کے حالات حکم خدا ایجاد اور اس کے چلکر عظم محرمات اور اسباب
 شرک میں سے گنا دیا۔ حالانکہ انھیں امام ابن حجر سے شیخ طحطاوی نے عبدالحق محدث دہلی
 قدس سرہ اشعۃ اللمعات میں ناقل ہے جس کی اصل عبارت آگے آئی ہے کہ اگر بزرگان
 دین کے مزارات کے قریب مسجد بنائیں یا ان کی قبور کی جانب توجہ کیے بغیر محض
 اس نیت سے نماز پڑھیں کہ اس شہر کے چلکر کے قریب کی وجہ سے جہنم کے
 ابدان طیبہ دفن ہیں اور ان کی روحانیت کی نورانیت کی برکت سے ہماری عبادت
 بھی شرف و کمال و قبول پائے تو اس میں کوئی عجز و زور نہیں نہ اس میں کوئی
 بائ۔ دوسرے اس قائل نے اس میں قبور پر قبوں کے ہم کو واجب بتاتے
 ہوئے یہ صریحاً انھیں بھی مطلقاً مسجد قرار سے بھی بدعت بتا دیا حالانکہ مسجد ضرار کی
 نسبت خود قرآن مجید مطلق ہے کہ وہ مسلمانوں کے نقصان پہنچانے کو اور
 کفر کے سبب و مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو اور اُن کے انتظار میں جو پہلے
 سے اللہ و رسول کا مخالف تھا سبائی لگی تھی۔ اب یہ قائل ثابت کرے کہ
 قبہما کی قبور میں مسجد ضرار سے بڑھکر کونسا ضرر ہو۔ حدیث میں اگر اس بارے
 میں کوئی لفظ آیا ہے تو ایک جہر و سب سے الفاظ میں نہیں۔ جس سے لحاظ خبر و لفظ
 نہیں کر سکتے و حرمت میں ثابت کرنا دشوار ہے کہ مسجد ضرار سے بڑھکر شدید ضرر
 اگر انکا ضرر مسجد ضرار سے بڑھکر دین پر اس قدر عذاب و کم از کم اُن کے لئے بھی اتنے
 ہی تاکید فی الفاظ سے حدیث میں نہیں اور انکی قیامت ذکر فرمائی جاتی جو قرآن و حدیث
 میں مسجد ضرار کی مذمت میں وارد ہوئے ذرا سورہ توبہ شریف کی اس بات میں
 آیت تلاوت کریجیے۔ خصوصاً ایدہ صاحب جنھوں نے اس میں مذکور قبوں کے

خاص مزارات بزرگان دین و حضرات مسلمان کے قریب مزارات کے لئے بھلکر بتائیں
 ان قبوں میں مسجد ضرار سے بڑھکر کونسا ضرر ہوگا کہ اس سے بڑھ کر
 دین و مسلمان کے لئے کونسا ضرر ہوگا کہ کونسا شہرہ ہوگا تو انہوں نے ان کا
 صلہ قائم۔ اس عبارت کی بھی حالت دیکھئے ہوئے یہاں خیال ہو کہ یہ یا تو کسی فاضل
 کی ہو جسے نصوص شرعیہ میں نظر غائر نہیں یا ابن تیمیہ ابن قیم وغیرہما جیسے کسی
 ضعیفی الانتساب ظاہری المذہب کی ہو جو نام کو تو حنبلی بتاتے تھے مگر حقیقت میں
 شیعہ کے پیشوایان طریق تھے۔ قبہما مزارات کے ہم کیلئے ایدہ صاحب کے پاس ایک تحریر ہے
 و نام مقبول عبارت تھی۔ اور دوسری شرح نووی والی جہیں ایدہ صاحب کے بقول
 امام شافعی چشم دید بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ معتزلین حاکم (یا امام)
 قبوں پر بنی ہوئی عمارتوں کو دھادیئے کا حکم دیتے تھے اس دلیل پر کہ انھیں حضرت
 نے حضرت علی سے فرمایا تھا کہ ہر بلند قبر کو گر کر ہموار کر دیں" اور امام شافعی محض
 ایک حکایت اق کرتے ہیں کہ ایسا میں نے دیکھا کچھ ایسا مذہب میں بیان کرتے
 جو اُن کے مقلدین پر بھی حجت بن سکے نہ کہ ہم ضعیفوں پر۔ خود آپ بھی اس تک
 میں متردد ہیں کہ جنھیں امام شافعی نے ایسا کرتے دیکھا وہ محض میناوی حاکم
 تھے یا امام دین۔ بلکہ خود آپ حاکم کو پہلے اصل ترجمہ میں ملایا اور امام کو پڑھ کر
 میں دیکر گویا یہ بتایا کہ اُن کے لفظ "کہ" سے حکام و دنیا ہی مراد لینا متبادہ ہے
 بہر حال جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ جن لوگوں کا یہ فعل تھا انکا فعل میں میں کہاں تک
 حجت تھا اسوقت تک مجرد یہ حکایت کیا حجت ہو سکتی ہو یا اور خود آپ کی یہ
 ترجمہ سے یہ بھی واضح کہ اس اثر نووی علی سے اپنی تاکید سمجھنا بھی انھیں ہم کرنا لو

کی اپنی ہی سمجھ تھی یہ بھی جہت ہو سکتی ہو کہ شرعاً وہ خود دین میں جہت ہوں
 ثانیاً قصہ مختصر بالفرض وہ خود اور ان کی یا کسی دوسرے کی یہ حدیث سے
 اُنکے فعل کی تائید سمجھنا شرعاً قابل تسلیم ہو۔ جب بھی اس اثر نے کس چیز کے
 ہدم کا حکم دیا۔ خود آپ بول رہے ہیں۔ ”ہر بلند قبر کا“ جسکی یہ بلندی خود نفس
 قبر پر ہوتی ہو تو اس سے تائید ملے گی بھی تو اُسی بلند عمارت کے ہدم کی جو
 خود نفس قبر پر جہتی ہو۔ اسے قبہا کی دیر بحث سے کیا علاقہ جو خود نفس قبر پر
 نہیں ہوتے بلکہ اُنکے گردا گرد ہوتے ہیں تو اس اثر سے اُنکی تائید ہونے ہی
 یہ بھی بتا دیا کہ قبروں پر جہتی ہوئی عمارتوں کو دھانیکا وہ لوگ حکم دیتے تھے
 وہ خود نفس قبر پر ہوتی تھیں۔ کیونکہ الیاس امام شافعی کو چشم دید بیان سے
 بھی ہمارے بزرگان دین کے مزارات کی گردا گرد بننے والے قبوں اور وضوں کو
 آپکے نجدی بھائیوں کے دھا دینے کی کیا تائید ہوگی۔ اُسی مجہول و ناقول وراسی
 غیر مستحق عبارت کی بنا پر آپ نے اس اہتمام کو ”مبارک“ قرار دیا تھا۔ اور محض
 بزور زبان اسے ”حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 حضرت امام شافعی اور علامہ ابن حجر کی کے بیان کے بموجب“ بتایا تھا۔ کہیے
 کیسا اگلا کہ جیسا خود آپ کا ہی ہاتھ ان قبوں کی منع و حرمت میں اولہ شرعیہ
 سے خالی تھا ویسا ہی ان کے ہدم میں بھی خالی ہے۔

قبروں پر ان کی اپنی مٹی سے زامہ اور کچھ پڑھا

ہم نہیں سمجھتے کہ ایڈیٹر صاحب اس مسئلہ کو کیوں یہ بحث لائے یہاں کس کا تھا

کہ قبروں کے اوپر اُنکی اپنی مٹی کے علاوہ اور ایک پہاڑ لا کر دھرو مگر اسکے
 ساتھ ہی اگر قبر کی اپنی مٹی ہوئی مٹی کے سوا کوئی قبر پر قدر و قلیل کوئی اور چیز نہ
 دے تو یہ بھی حدیث فقہ سے جائز ہو رد المحتار میں حلیہ سے ”مٹی سے مٹی“ محل اذہ
 لا بأس بن لک و یوید ماری الشافعی غیرہ عن جعفر بن محمد عن امیان
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن علی بن ابیہر عن ابیہر عن ابیہر عن ابیہر عن ابیہر
 حصباء وہو مرسل صحیحہ فقتل الکراہۃ علی الزیادۃ الفاحشۃ وعلی
 علی القلیلة المبلغۃ۔ لہ مقلد رہنبر اوام فوقہ قلیلاً محرر نہر بن خفی ام
 محمد نے فرمایا کہ قبر پر اُنکی اپنی مٹی کو سوا زیادت میں کوئی مضائقہ نہیں اور اُنکی تائید
 اُس حدیث سے ہوئی ہو جو امام شافعی وغیرہ نے حضرت جعفر بن محمد سے
 اُنھوں نے اپنے والد ماجد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نے اپنے صاحبزادہ حضرت سیدنا ابیہر کی قبر (تیار ہو جانے پر پانی چھڑکا اور اُس پر
 سنگریزی ڈالے یہ حدیث مرسل صحیح ہو پس کراہت (اجود و سری حدیث فقہ میں
 آئی) فاحش زیادت پر مجہول ہو اور عدم کراہت تمھوری زیادت پر جس
 قبر ایک بالشرت یا اس سے کچھ اور تمھوری زائد بلندی تک ہی پہنچے۔

مثال سادہ

اس کی حدیث میں سناتے کے بجائے اگر ایڈیٹر صاحب نے اپنے ہدم ہم نوا
 کمیٹی والوں کو سناتے تو مناسب تھا جو خود اپنی تھا ویر کچھ اسے اُنھیں خبر
 وغیرہ میں چھاپتے بیچتے اور ملک وغیرہ مشرکین کفار کی تھا ویر اور مجسمی اور زامہ

اور نصب کرتے کرتے ہیں۔ مگر ہاں اس سے ایک فائدہ انکو ہی پیش کردہ
 اثر سے ان کو یہ پتا دیتے گئے لیے ہیں بھی مل گیا کہ بلند قبر کو اگر ہموار کر دینے
 کا جو اثر ابوالہریرہ اسدی وہ لائے جس کا ایک جزو بارہ تصویر بھی ہو اسکا
 تعلق قبور کفار و مشرکین سے ہو نہ قبور مسلمین سے۔ اس لیے کہ زمانہ رسالت و
 عہد صحابہ میں اگر کسی کے مقابلہ پر تصاویر ہوتی تھیں تو مشرکین و کفار ہی کی
 جس کا بیان خود احادیث میں ہو۔ مسلمانوں خصوصاً ان کے بزرگان میں کے
 مقابلہ و مزارات پر تو محمد اللہ تعالیٰ آج بھی کوئی ایسی تصاویر نہیں۔ اثر کا یہ
 مطلب فقیر کے ذہن میں گزرا اور مضمون فقیر مندرجہ ہدم ۱۹ ربیع الاول میں
 طبع بھی ہو چکا تھا مگر اب الجوہر النقی ابن السکرانی میں اسکی تائید نظر سے گزری
 حینث قال اوامره عليه السلام علياً ان لا يترك قبراً مشرفاً الى فلت
 الظاهر ان الامراء قبور المشركين بقرينة عطفت التمثال عليها وكانوا يصطوبون
 عليه الا نصاباً الابنية فاراد عليه السلام انزاله آثار الشرك۔

ایک بالشت سے اونچی قبر کو نہیں

(۱) ویسٹم قدس شہداء اکثر شہداء (۱) ایک بالشت یا اس سے تھوڑی اور
 قلیلاً بل اکثر (رد المحتار و در مختار)

اونچی قبر مثل کہ ہاں شتر بلند بنائی جائے جیسا کہ
 براہ میں ہے۔

(۲) اوچھلے مرد دفن عن الارض قد (۲) قبر کو زمین سے ایک بالشت یا اس سے
 شہداء اکثر یقیناً (مراتی الفلاح غیراً) کچھ تھوڑی اور بلند بنائے یہ مراقی العسلخ

ورد المحتار و در مختار وغیرہ متعہد کتب صحیحہ
 میں ہے۔

قبور پر وقت حاجت کتابت

(۱) لا بأس بالكتابة لان النبی علیہ
 وان صح فقل وجد الاجماع العالی کا
 وقد اخرج الحاکم النہی عنہما صریحاً
 ثم قال هذه الاسانید صحيحة وليس
 العمل علیہا فان ائمة المسلمین من
 المشرق الى المغرب مکتوب علی
 قبورهم وهو عمل اخذ به الخلف عن
 السلف الخ (رد المحتار)

در مختار میں فتاویٰ سر اجیہ سے یہ کتب پر کتابت
 میں مضائقہ نہیں۔ علامہ شامی نے رد المحتار
 میں فرمایا اس لیے کہ اگرچہ اس سے نہی کی روایت
 صحیحہ مگر بیفکایت کا اجماع علی کتابت پر
 موجود ہے پس بیشک محدث جلیل حاکم نے
 نہی کتابت کی طریق سے روایت کر کے فرمایا
 یہ سنہیں صحیح ہیں لیکن اس پر عمل نہیں ہوا اس لیے
 کہ مشرق سے لیکر مغرب تک اکثر مسلمین کے
 مزارات پر کتابت موجود ہے۔ اور یہ ایسا کام
 ہے جو چھپلوں نے اس کے بزرگوں سے ہی
 لیا ہے۔

(۲) ویقفوی بما اخرجہ ابوداؤد (۲) اور قبر پر کتابت کی تقویت اس حدیث
 یا سناد جید ابن رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم حمل حجر او وضعها
 عند راس عثمن بن مظعون قال

سے ہوئی ہو جو ابوداؤد نے سند جید روایت
 کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک پتھر
 اٹھا کر حضرت عثمان بن مظعون کے سر پر رکھا

اَقْلَمَ بِهَا قَبْرَ أَخِي وَأَدْفَنَ إِلَيْهِ مِنْ مَوَاتٍ
مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ فَإِنَّ الْكِتَابَةَ طَرِيقُ الْإِسْلَامِ
تَصْرِيفُ الْقَبْرِ بَهَا - (رد المحتار)

رکھا اور فرمایا اس سے ہم اپنے بھائی کے
قبر کی پہچان کر سکیں اور یہاں جو ہمارے
اہل سے وفات پائے گا اُسے دفن کریں گے۔
پس بیشک قبر پر کتابت بھی اُس کی پہچان
کا ایک طریقہ ہے۔

(۳) نَعْمَ يَظْهَرُ أَنَّ هَذَا
الْإِجْمَاعَ الْعَلِيَّ عَلَى الرِّخْصَةِ فِيهَا
مَا أَذْكَأَ كَانَتْ الْحَاجَةُ دَاعِيَةً إِلَيْهِ
فِي الْحِلَّةِ كَمَا أَشَارَ إِلَيْهِ فِي الْمَحِيطِ
بِقَوْلِهِ وَإِنْ أَحْبَبَ إِلَى الْكِتَابَةِ
حَتَّى لَا يَبْقَى هَبَ الْأَثَرُ وَلَا يَمْنَعُهُنَّ
فَلَا بَأْسَ بِهِ فَأَمَّا الْكِتَابَةُ بِغَيْرِ
عَدَمِ فَلَا - (رد المحتار)

(۳) ہاں یہ ظاہر ہے کہ اجازت کتابت پر
اجماع علی کا مل وہ صورت ہے کہ کتابت
کی طرف حاجت جو جیسا کہ محیط میں اسکی
طرف اس طرح اشارہ ہے کہ اگر کتابت قبور
کی طرف حاجت ہو اسلئے کہ قبر اور
صاحب قبر کا پتہ نشان نہ ملتا ہے
اور تاکہ وہ یا مالی سے بچے تو کتابت میں
کوئی مضائقہ نہیں۔ ورنہ ممنوع ہے
(یہ تحقیق سبب علماء شامی کی رد المحتار
میں ہے۔ اور یہی ہمارا مسلک ہے جس سے
واضح کہ جو حدیث منع کتابت ایڈیٹر صاحب
نے نقل کی وہ بھی ہمارے ہی مسلک
کے ایک پہلو کی موید ہے۔

عورتوں کے لیے قبور کی زیارت

(۱) عَنْ بَرِيدَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كُنْتُمْ عَنْ نَرِيَاةَ الْقَبْرِ فَرَوْهُمَا
(رواہ مسلم)

(۲) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا
قَالَتْ كَيْفَ أَقْبُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَقْنِي
نَرِيَاةَ الْقَبْرِ قَالَ قَوْلِي السَّلَامَ عَلَى
أَهْلِ الدِّيَارِ - (رواہ مسلم)

(۱) حضرت بربدہ سے مروی رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے
تم کو زیارت قبور سے منع کر دیا تھا۔ اب
تم ان کی زیارت کرو۔
(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا سے مروی انھوں نے سید عالم صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں زیارت
قبور میں کیا کہوں فرمایا کہو السلام علی اہل الدیارات
یہ اور اسی قسم کی متعدد احادیث صحیحین بخاری و مسلم و دیگر کتب احادیث میں
مستند طرق سے مروی ہیں۔ اول تو ہم یہی نہیں سمجھتے کہ آثار و مشاہیر کے
اندام جو ایڈیٹر صاحب کا اصل مقصد ہے اور جس کے لیے وہ یہ سب احادیث نقل
کر رہے ہیں اُس کا اس قسم کے مسائل زیر بحث لانے سے کیا اثبات ہو سکتا
پھر بھی یہ دو حدیثیں بطور نمونہ ہم نے اسلئے ذکر کر دیں کہ مسئلہ کا جو پہلو ایڈیٹر
صاحب نے پیش کیا اُس کے حسب ادعا اُس کے مخالفین کا اُس کے خلاف اسکی دلائل
شرعیہ سے ہاتھ خالی نہیں۔ بلکہ مسئلہ کا جو پہلو منع نسائے عرب و زیارت القبور ایڈیٹر
صاحب نے پیش کیا اُس کے موافقین بھی تصریح کرتے ہیں کہ وہ منع بکثرت
زیارت قبور نہیں بلکہ دوسری علتوں مثلاً عورتوں کی قلت و صبر و خلاق و شرفیت
نور و بکا اور سنی اور اہل اہل بیت کی وجہ سے ہے۔ و لہذا

تعالیٰ عجلہ فیستجاب لہم فہو امن
جیسے آفتاب بن پرنا کہ اس روشنی سے لوگ
جائزہ لائے منہ والاعمال بالانبات
ہیں کر دینی کامزاد پاک ہو تو اس سے بڑھ کر

اور وہاں اللہ عزوجل سے دعا مانگیں کہ میں

تو یہ امر جانے دو اور اس میں کوئی شے نہیں اور اعمال کا دارمیتوں پر ہو۔ ایسی ہی اور بکابر کی تعریف
ہیں اور یہی ہمارا مسلک ہو اسے اگر ایڈیٹر صاحبانیں چشم مارو سن ورنہ معروض کر دلاؤ انکی
پیش کردہ حدیث ضعیف ہو اور حدیث ضعیف دربارہ احکام حجت نہیں۔ اس کے اس ٹکڑے

در بارہ چیراغ کا مدار ابوصالح یاد میں ہو جسے اگر فن نے ضعیف بنایا تو تریام اس میں
میں ہو مبادام بالذال المحمۃ وبقال آخرہ ان ابوصالح حمزی ام ہانی ضعیف دس اس کے

معلق منہ تفصیل برقی المنار مام است و مجدد مائتہ حاضرہ قدس سرہ میں ہر دو حدیث
میں لفظ علی ہو اس سے خود قبر پر چیراغ رکھنے کی ممانعت ہوئی یہی علی کے معنی حقیقی

اور ابھی ملا علی کی مرقعات سے اسی حدیث میں علی کے اسی معنی حقیقی میں مستعمل ہونے کی
تفسیر بھی گزری۔ اور حقیقت سے بلا ضرورت مجازی طرف عدول نامقبول تو حدیث

جس سے من فرمائی ہو یعنی خود قبر پر چیراغ جلانا اسے ہم بھی تسلیم کرتے ہیں اور جو ہمارا
مسلک ہو جسکی تصریح اوپر ہدیہ کردہ سے گزری اسے حدیث من نہیں فرمائی۔

ایڈیٹر صاحب کی پیش کردہ عبارات کا جن مسائل سے تعلق تھا ان سے بعض حجت ہو چکی
اور محمد اللہ تعالیٰ اہل ایمان الصادق کہ لیکے کہ جو احادیث اشادات علیہ دین لائے انھیں

ان کے اصل مقصد یعنی تمام مسلمانوں کے مسلم محترم تازہ و مستند ہر مقدم کے اندام ہر مبارک و خواتین
ماتر کے مشرک بدعت ہونے سے اصلاح کا نہیں بلکہ انکی پیش کردہ احادیث غیر ایمان مائتہ کے

احترام اور انکی متعلق دیگر مسائل میں ہمیں ہماری سند فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوات والسلام
علی رسولہ وآلہ واصحابہ